71338 - عورت كے جج بننے كا حكم

سوال

كيا عورت كے ليے جج اور قاضى بننا جائز ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

جمہور علماء كرام كے ہاں عورت كا قضا كے منصب پر فائز ہونا جائز نہيں، اور اگر اسے قضا كا منصب دے ديا جائے تو اسے قاضى بنانے والا گنہگار ہوگا، اور يہ باطل ہو جائيگا، اور سب احكام ميں اس عورت كا حكم نافذ نہيں ہو گا، مالكيہ، شافعيہ، حنابلہ اور بعض احناف كا مسلك يہى ہے.

ديكھيں: بداية المجتهد (2 / 531) المجموع (20 / 127) المغنى (11 / 350).

ان علماء نے كئى ايك دلائل سے استدلال كيا ہے جنہيں ذيل ميں درج كيا جاتا ہے:

1 ـ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر حاكم ہيں اس وجہ سے كہ اللہ تعالى نے ايك كو دوسرے پر فضيلت دى ہے، اور اس وجہ سے كہ مردوں نے اپنے مال خرچ كيے ہيں النساء (34).

اس آيت ميں يہ بيان ہوا ہے كہ مرد عورت كا قيم يعنى اس كا نگران اور ذمہ دار ہے، يعنى دوسرے معنوں ميں وہ عورت كا رئيس اور حاكم ہے، تو يہ آيت عورت كى عدم ولايت اور عدم قضاء پر دلالت كرتى ہے، وگرنہ عورتوں كو مردوں پر نگرانى اور رياست حاصل ہوتى، جو كہ اس آيت كے برعكس ہے.

2- اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اورر مردوں كو ان (عورتوں) پر فضيلت حاصل ہے البقرة (228).

تو اللہ تعالى نے مردوں كو عورتوں پر اضافى درجہ اور فضيلت عطا فرمائى ہے، تو اس طرح عورت كا قضا كے منصب پر فائز ہونا اس درجہ اور فضيلت كے منافى ہے جو اللہ تعالى نے اس آيت ميں مردوں كے ليے ثابت كى ہے،

کیونکہ قاضی کو فیصلہ کے لیے آنے والے دونوں فریقوں پر درجہ اور فضیلت حاصل ہونی چاہیے تا کہ وہ ان دونوں کے مابین فیصلہ کر سکے.

3 ـ ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اہل فارس نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران بنا لیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا:

" وہ قوم ہرگز اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات اور امور عورت کے سپرد کر دیے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4425).

فقہاء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ عورت کا قضا کے منصب پر فائز ہونا جائز نہیں، کیونکہ ناکامی ایك نقصان اور ضرر ہے جس کے اسباب سے اجتناب کرنا ضروری ہے، اور یہ حدیث ہر قسم کے منصب اور ولایت میں عام ہے، اس لیے عورت کو کسی بھی قسم کے امور کی ذمہ داری دینا جائز نہیں، اس لیے کہ لفظ " امرہم " عام ہے، اور یہ مسلمانوں کے عام معاملات اور سب امور کو شامل ہے.

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" فلاح و کامیابی کی نفی کے بعد کوئی اور شدید اور سخت وعید باقی نہیں رہتی، اور امور و معاملات میں سب سے اہم اور اونچا معاملہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے، تو یہ بالاولی اس میں شامل ہو گا " انتہی.

دیکھیں: السیل الجرار (4 / 273).

ازہر شریف کی فتوی کمیٹی کا کہنا ہے:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث سے مقصد صرف اس قوم کی ناکامی اور عدم کامیابی کی خبر ہی دینا نہیں جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اور ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ اپنی امت کے لیے وہ کچھ بیان کریں جو ان کے لیے جائز ہے، تا کہ امت اس پر عمل کر کے خیر و فلاح اور کامیابی حاصل کر سکے، اور جو جائز نہیں وہ اس سے اجتناب کر کے شر و خسارہ سے بچ سکے، بلکہ اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے معاملات میں سے کچھ بھی عورت کے سپرد کرنے میں فارسیوں کے پیچھے نہ چل نکلیں.

اور ایسا اسلوب لائے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ وہ قوم کو ان کی فلاح و کامیابی اور ان کے ہر قسم کے معاملات کا منظم ہونا دین کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے، اور یہ قطعی اسلوب ہے کہ اپنے معاملات عورت کے سپرد کرنے میں ناکامی و نامرادی لازم ہے.

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث سے جو ممانعت ثابت ہوتی ہے وہ ہر دور میں ہر قسم کی عورت کو اپنے عام معاملات کی ذمہ دار بنانے کی ممانعت ثابت کرتی ہے، اور یہ حدیث کے صیغے اور مفہوم سے یہی عموم ثابت ہوتا ہے " انتہی.

4 ـ عورت کی طبیعت اور اس کی خلقت ہی ولایت عامہ یعنی عام امور کی ذمہ داری عورت کو دینے میں مانع ہے.

ازھر شریف کی فتوی کمیٹی نے اس حدیث سے استدلال ذکر کرنے کے بعد درج ذیل کلمات کہے ہیں:

" اور حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ: عورت کو عمومی ولایت نہ دینے کا حکم تعبدی نہیں جس کا مقصد صرف اطاعت و فرمانبرداری ہو اور اس کی حکمت کا علم ہی نہ ہو، بلکہ یہ تو ان احکام میں شامل ہوتا ہے جس کی معانی اور اعتبار کے لحاظ سے کچھ علتیں ہیں، جن سے انسان کی ان دونوں قسموں یعنی مرد و عورت کے مابین فرق سے واقف حضرات جاہل نہیں.

اس لیے کہ یہ حکم انوثیت کے ماوراء میں کسی چیز سے معلق نہیں جس کا حدیث میں (امراۃ) یعنی عورت کے کلمہ سے بطور اس کا عنوان آیا ہے، تو اس طرح صرف اکیلی انوثیت ہی اس کی علت نہیں ... بلا شبہ پیدائشی طور پر خلقت کے اعتبار سے ہی عورت کی طبیعت میں ایسے امور شامل ہیں جو اس کی خلقت کے مناسب ہیں جن کے لیے وہ پیدا کی گئی ہے، اور وہ امور ایك ممتا، اور بچے کی پرورش اور تربیت کرنا ہیں.

اور یہ چیز اسے بہت متاثر کرتی ہے، اور اسے نرمی و عاطفت کی دعوت دیتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ عورت کو طبعی طور پر کچھ ایسے عوارض لاحق ہیں جن کا انہیں ہر ماہ اور برس ہا برس سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کی بنا پر وہ معنوی طور پر کمزور ہو جاتی ہے، اور کسی مسئلہ میں رائے اختیار کرنے کی عزیمت اور اس رائے پر پختگی سے جم جانے میں کمزوری آجاتی ہے، اور اس کی راہ میں آنے والی مشکلات میں بھی ٹھر نہیں سکتی، اور یہ ایسی حالت ہے جس کا عورت خود بھی انکار نہیں کرتی.

اور ہم اس کے لیے ان واقعی مثالوں کے محتاج نہیں جو عورت کے سب حالات اور زمانے میں اس کی عاطفت و نرمی کے ساتھ ساتھ شدت انفعال اور میلان یعنی شدید متاثر و مائل ہونے پر دلالت کرتی ہوں " انتہی.

5 ـ اور اس لیے بھی کہ قاضی نے مردوں کی مجلسوں اور میٹنگوں میں حاضر ہونا ہوتا ہے، اور فریقین اور گواہوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی ضرروت ہوتی ہے، اور بعض اوقات تو اسے ان کے ساتھ علیحدگی اور خلوت بھی کرنا پڑتی ہے، اور شریعت اسلامیہ نے عورت کی عزت و شرف کی حفاظت کی اور اسے بچا کر رکھا ہے کہ خراب اورغلط قسم کے لوگ اسے اپنا کھیل نہ بنائیں، اور عورت کو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں ٹکی رہے، اور صرف ضرورت کے وقت ہی گھر سے نکل سکتی ہے.

اور پھر شریعت نے اسے مردوں کے ساتھ میل جول رکھنے اور ان کے ساتھ علیحدگی اور خلوت کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ اس سے عورت کی عزت و شرف ضائع ہونے کا خدشہ ہے.

دیکھیں: ولایۃ المراۃ فی الفقہ الاسلامی صفحہ نمبر (217 - 250) رسالۃ الماجستیر للباحث حافظ محمد انور.

واللہ اعلم .